ڈاکٹر صابر آفاقی

شیخ نورالدین ولؔی

(۷۷۹ھ-۸۴۲ھ)

Abstract: - *This article unfolds an important Kashmiri poet. Shaikh Noor uddin has been analyzed. It will enable the readers to go through the influence of Sufiism in Kashmiri Poetry. The work of Shaikh Nooruddin mainly evolves basically with Sufism.*

حضرت شیخ نورالدین ولی/ نورانی/ رشی کا کشمیر کے اکابر صوفیا میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کا لقب شیخ العالم اور علمدار کشمیر ہے، پیدائشی نام نند تھا۔ اس لئے کشمیری غیر مسلم آپ کو نند رشی کہتے ہیں اور ایک ولی کامل مانتے ہیں۔ آپ نورالدین نورانی اور نورالدین ولی اور نورالدین رشی کے ناموں سے بھی مشہور ہوئے۔

آپ کشمیر کے سلطان قطب الدین کے عہد میں چار جمادی الاول ۷۷۹ھ۔۱۳۷۸ء کو کشمیر قصبہ کیموہ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد گرامی کا نام شیخ سالارالدین اور والدہ کا نام سدرہ تھا، شیخ سالارالدین کا تعلق راجگان کشتواڑ سے تھا، جو یاسمین رشی کے ذریعے مسلمان ہوئے تھے۔

شیخ نورالدین ۱۳ برس کی عمر میں ہی یتیم ہو گئے تھے، چودہ سال کی عمر میں زون دد سے شادی ہوئی۔ یہ خاتون وادی کشمیر کے قصبے ترال کے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی، انیس سال کو پہنچے تو دنیا کو چھوڑ کر ایک غار میں گوشہ نشین ہوئے اور بارہ سال تک چلہ کاٹتے رہے ڈاکٹر یوسف بخاری لکھتے ہیں:

''دنیاوی مال ومتاع کو خیر باد کہہ دیا تھا ایک اونی خرقہ پہنتے اپنے مریدوں کو نیک راستے پر چلنے کی تلقین کرتے، سماجی برابری اور انسانی اخوت پر زور دیتے۔ عدم تشدد کا خیال اس قدر تھا کہ ایک دفعہ بھنی ہوئی مچھلی کی خوشبو سے جی للچایا تو خود ایک دھکتی ہوئی لکڑی منہ میں ڈال لی اور اپنے نفس امارا کو ڈانٹنے لگے۔''

شیخ نورالدین ولی نے وادی کشمیر میں صوفیا کے سلسلہ ریشیہ کو مرتب کیا اور فروغ دیا، ابوالفضل لکھتا ہے کہ: ''اس عہد میں کشمیر میں دو ہزار رشی رہتے تھے'' آرنلڈ نے دی پریچنگ آف اسلام میں لکھا ہے: ''رشی پھل کھاتے اور تجرد کی زندگی بسر کرتے تھے۔'' کشمیر کا ایک شاعر بہاالدین مستو کہتا ہے:

ہم شاہان ملک تجرید ند   ہمہ مستان جام توحید ند

شیخ نورالدین ولی للہ عارفہ کے بعد کشمیر کے عظیم شاعر سمجھے جاتے ہیں دونوں کے کلام میں فرق یہ ہے کہ للہ عارفہ (لل دد) (وفات ۷۷۳ھ) کے کلام میں شیومت کی نازک باتیں ملتی ہیں جبکہ نند رشی (نورالدین ولی) کے گیتوں میں اسلامی تصوف کا رنگ ملتا ہے۔ شیخ نورالدین گیت نگاری کے بادشاہ تھے، اور ایک ملی شاعر تھے۔ ان کی مقبولیت میں کبھی فرق نہیں آیا۔ کشمیر میں ان کی شاعری اسی طرح عوام میں مقبول ہے جس طرح سندھ میں حضرت شاہ لطیف بھٹائی کی شاعری مقبول ہے۔ شیخ نورالدین کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ کشمیر کے افغان گورنر عطا محمد خان نے ۱۲۲۳ھ میں ان کے نام کا سکہ جاری کیا تھا۔

شیخ نورالدین تریسٹھ سال کی عمر میں ۸۴۲ھ ۱۴۳۹ء میں فوت ہوئے شمس العارفین سے آپ کا مادہ تاریخ وفات نکلتا ہے۔

اس وقت کشمیر پر سلطان زین العابدین بڈھ شاہ کی حکومت تھی۔ سلطان نہ صرف جنازے میں شریک ہوا بلکہ نماز جنازہ بھی آپ نے ہی پڑھائی۔

حضرت شیخ سری نگر سے بارہ میل کے فاصلہ پر چرار شریف میں دفن کئے گئے ان کی یہ خانقاہ سات سو سال سے مرجع خلائق ہے، چرار شریف شرف انسانی مساوات اور ہندو مسلم اتحاد کا مرکز رہی ہے۔ آپ کے بعد یہ حضرات بالترتیب آپ کے خلیفہ ہوئے۔

بابا نصیرالدین، بابا بام الدین، بابا زین الدین اور بابا لطیف الدین کہا جاتا ہے کہ علامہ اقبال کے مورث اعلیٰ بابا لول حج بابا نصیرالدین کے مرید اور سلسلہ ریشیہ سے منسلک تھے۔

شیخ نورالدین ولی کا کلام چار اصناف پر مشتمل ہے

قطعات ور باعیات، بیانیہ منظومات، مکالمات اور صدوس مسائل آپ کے کلام میں مسائل تصوف کا ساتھ ساتھ ہندوں نصائح کے مضامین ملتے ہیں۔

ڈاکٹر یوسف بخاری کے بقول: صدیاں گذرنے کے باوجود آج بھی کشمیری زبان کی تقریباً تین چوتھائی ضرب المثال اور محاورات وہی ہیں جو اِن دو عظیم ہستیوں (للہ عارفہ۔ شیخ نورالدین) کی شاعری میں نئے معنی لے کر آئے ہیں، شیخ کا کلام اشلوک کہلاتا ہے جب کہ للہ عارفہ کا کلام کولل واکھیہ کہا جاتا ہے۔

اوراب حضرت شیخ نورالدین کے چند اشلوکوں، قطعات، کا خلاصہ:

۱۔ اے انسان اپنے مالک حقیقی کو پہچان، اور اپنی منزل کا تعین کر نیکی اور بدی دو راستے ہیں اگر تو نیکی کا راستہ اپنائے گا تو تیری نجات ہو جائے گی۔

۲۔ نفس انسانی ٹیڑھی لکڑی کی طرح ہے اس سے گہوارہ نہیں بن سکتا، جو اس کو جلائے گا وہی فلاح پائے گا۔

۳۔ جس طرح ریچھ درخت پر حملہ کر کے تمام پھل ضائع کر دیتا ہے یہی حال بڑھاپے کا ہے کہ وہ جوانی کے حسن کو ختم کر دیتا ہے۔

۴۔ بید کی شاخ کو پھل نہیں لگتا۔ گنا بھاری اور بھدا ہوتا ہے اسی طرح راہ حق سے بھٹکا ہوا انسان اندر سے کھوکھلا اور اپھل ہوتا ہے۔

۵۔ ہر چیز دوسرے کا سہارا چاہتی ہے کوئی گلشن سے پوچھے کہ جو پھول شاخ سے ٹوٹ جاتے ہیں ان کا حشر کیا ہوتا ہے، وہ لاکھ چاہے لیکن دوبارہ شاخ سے جڑ نہیں سکتا۔

۶۔ اب میں نے جو روشنی دیکھ لی ہے اس نور کو میں کیسے اندھیرا کہوں، دل کے دروازے جب کھل جائیں تو میں ان کو بند نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ میں نے اللہ کو دیکھ لیا ہے یہ حقیقت مجھ سے چھپ نہیں سکتی۔ میری روح اللہ کی ذات میں جذب ہو گئی ہے۔